جمہوریہ پاکستان کے خلاف بہت سے دیگر مورچے بھی مصروف عمل ہیں جنہیں مختلف بیرونی ایجنسیاں اور ادارے سپورٹ کررہے ہیں۔ان میں سے ایک مورچہ قادیانیوں کا ہے جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کے متفقہ دستوری فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے دستور وقانون پر عملدرآمد کا بائیکاٹ کر کے بلکہ اسے چیلنج کر کے اس کے خلاف بین الاقوامی فورموں پر مورچہ لگائے ہوئے ہیں جس سے ریاست کی ''دستوری رٹ'' سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے جبکہ ریاست کی رٹ قائم کرنا اور دستور کی بالادستی کا احترام کروانا ریاستی اداروں کی ذمہ داری ہے۔اس مسئلہ پر ہم نے مسلح افواج سمیت تمام ریاستی اداروں کی ہمیشہ حمایت کی ہے حتیٰ کہ ''اسلامی شریعت'' کے نام پر ریاستی رٹ کو چیلنج کرنے والوں کو بھی ہماری دوٹوک مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ اسلامی شریعت کے نام سے ریاستی رٹ کو چیلنج کرنے والوں کے خلاف اگر کارروائی ہوسکتی ہے، جو کہ حکومت کا دستوری وقانونی حق ہے، تو عقیدہ؟ ختم نبوت سے انکار کے نام پر دستور کی بالادستی کو چیلنج کرنے اور اس کے لیے بین الاقوامی فورموں پر پاکستان کے خلاف مسلسل ''مورچہ بندی'' کا عمل بھی فوج سمیت تمام ریاستی اداروں کی توجہ کا مستحق ہے۔

ان گزارشات کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سالمیت واستحکام اور فلاح وترقی کے لیے آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ کے جذبات واحساسات اور اقدامات کے ساتھ مکمل یکجہتی اور ہم آہنگی کا اظہار کرتے ہوئے ہم ان کی کامیابی کے لیے بارگاہِ ایزدی میں خلوص دل کے ساتھ دعا گو ہیں، آمین یارب العالمین۔

دینی مدارس کو درپیش آزمائش

اس سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالوں کے حوالہ سے دینی مدارس کے ساتھ جو طرزِ عمل اختیار کیا گیا وہ غیر متوقع نہیں تھا۔اور کافی عرصہ سے سرکاری پالیسیوں کا رخ اسی طرف نظر آرہا تھا کہ دینی مدارس کی میڈیا پر مسلسل کردارکشی کے ساتھ ساتھ ان کے ذرائع آمدن پر قدغنیں لگا کر ان کی ''سپلائی لائن'' کاٹ دی جائے تاکہ دینی مدارس کے موجودہ معاشرتی کردار کو محدود کرنے کے ایجنڈے کو آگے بڑھایا جاسکے۔امریکی تھنک ٹینک ''رینڈ کارپوریشن'' کی رپورٹ کے بعد اس بات میں کوئی ابہام باقی نہیں رہ گیا تھا کہ گزشتہ ڈیڑھ سو برس سے مسلم معاشرہ میں دینی علوم کے تحفظ وفروغ کا مسلسل اور مؤثر کردار ادا کرنے والے دینی مدارس کا یہ پرائیویٹ نظام کون سے طبقات اور عناصر کی آنکھوں میں کھٹک رہا ہے اور کون سی قوتیں اور لابیاں ان مدارس کی تعلیمی وفکری جدوجہد کو اپنے اہداف ومقاصد کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے انہیں غیر مؤثر بنانے کے لیے کوشاں ہیں۔لیکن ''شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار'' کا ذوق ومزاج رکھنے والے عناصر نے ''پنڈ کاھلی'' کا جو منظر پیش کیا ہے وہ نہ صرف حیران کن ہے بلکہ دن بدن مضحکہ خیز بھی ہوتا جارہا ہے۔

گزشتہ کئی سالوں سے قربانی کی کھالوں کو دینی مدارس کی آمدنی کا ایک اہم ذریعہ تصور کرتے ہوئے اسے محدود کرنے کے لیے دوطرفہ عمل دھیرے دھیرے جاری تھا۔ایک طرف کھالوں کی قیمت کو منصوبہ بندی کے ساتھ گراتے چلے جانے کی حکمت عملی اختیار کی گئی جبکہ دوسری طرف دینی مدارس کو اس بات کا پابند کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ قربانی کی کھالیں جمع کرنے کے لیے باقاعدہ اجازت حاصل کریں، اور اس طرح اس مقصد کے لیے ڈپٹی کمشنر کے اجازت

نامے کو بالآخر ضروری قرار دے دیا گیا۔

اس سال عیدالاضحیٰ سے کافی روز قبل جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے امیر مولانا فضل الرحمان اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف سے ملاقات کر کے ان سے اس مسئلہ پر بات کی تو انہیں یقین دلایا گیا کہ درخواست دینے والے مدارس کو اجازت دے دی جائے گی۔ چنانچہ وفاق المدارس کی طرف سے مدارس کو ہدایات جاری کر دی گئیں کہ وہ ڈپٹی کمشنر کو درخواست دے کر اجازت حاصل کر لیں۔ لیکن جب یہ درخواستیں دی گئیں تو انہیں عیدالاضحیٰ سے دو روز قبل تک ٹال مٹول میں رکھا گیا اور عین وقت پر بہت سے مدارس کو اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا۔ اور پھر کہا گیا کہ اپیل کی جائے تو اپیل پر اجازت مل جائے گی۔

دینی مدارس کے ساتھ یہ رویہ صرف قربانی کی کھالوں تک محدود نہیں ہے بلکہ اخباری اطلاعات کے مطابق پنجاب کی حکومت ''چیریٹی ایکٹ'' کے نام سے جو مجوزہ قانون لا رہی ہے، اس میں دینی مدارس کو اس بات کا پابند کیا جا رہا ہے کہ وہ زکوٰۃ وصدقات بھی سرکاری منظوری کے بغیر وصول نہیں کر سکیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ وصدقات کے معاملہ میں بھی دینی مدارس اور سرکاری اداروں کے درمیان ''آنکھ مچولی'' کا ایک نیا سلسلہ شروع ہونے والا ہے بلکہ ہمارے خیال میں اس سال قربانی کی کھالوں کے بارے میں اس قدر سختی کا معاملہ مجوزہ چیریٹی ایکٹ کی کامیابی کے امکان کا جائزہ لینے کے لیے بطور ''ٹیسٹ کیس'' کیا گیا ہے تاکہ اس کے نتائج کی روشنی میں پابندیوں کا نیا جال بچھایا جا سکے۔

اس پس منظر میں متعلقہ حلقوں سے مختصراً چند گزارشات پیش کرنے کو جی چاہ رہا ہے۔

''رینڈ کارپوریشن'' کی رپورٹ مرتب کرنے والوں اور اس پر اپنی پالیسیوں کی بنیاد رکھنے والوں سے گزارش ہے کہ وہ یہ بات صحیح طور پر سمجھے ہیں کہ مغرب کے استعماری ایجنڈے اور مادر پدر آزاد ثقافت کے فروغ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ جنوبی ایشیا کے یہ دینی مدارس ہیں۔ ہمیں اپنے اس کردار کا اعتراف اور اس پر فخر ہے۔ اور ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ تمام تر رکاوٹوں اور مخالفتوں کے باوجود دینی مدارس کا یہ معاشرتی، تعلیمی اور تہذیبی کردار بہرصورت جاری رہے گا اور مغربی فکر و فلسفہ کو بالآخر اسی کے آگے سرنڈر ہونا پڑے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مسلمان حکمرانوں اور افسران سے گزارش ہے کہ اگر وہ اس علمی، فکری اور تہذیبی جنگ کا ادراک نہیں رکھتے تو اس کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ جائزہ لیں، مطالعہ کریں اور اسے سمجھنے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں تو اپنے مستقبل کے بارے میں ضرور سوچ لیں کہ وہ تنخواہ و مراعات کے چند سال گزار لینے کے بعد دنیا و آخرت میں کون سے کیمپ میں شمار ہونا پسند کریں گے۔

دینی مدارس کے وفاقوں اور ان کی قیادتوں سے گزارش ہے کہ وہ مجموعی صورتحال کا ازسرنو جائزہ لیتے ہوئے اپنی حکمت عملی اور ترجیحات کا ازسرنو تعین کریں، لیپاپوتی کے ماحول سے نکلیں اور ان معاملات میں اپنے پیش رو بزرگوں کی حکمت عملی اور طرز عمل کا احیاء کرتے ہوئے دوٹوک لائحہ عمل اختیار کریں۔

دینی مدارس کے منتظمین، اساتذہ اور طلبہ سے گزارش ہے کہ وہ اس سے زیادہ مشکل اور پریشان کن حالات کے